باب چہارم

ہفت تماشائے مرزا قتیل

جناب ڈاکٹر محمد عمر صاحب استاذ جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی

ہندوؤں کے متبرک دنوں اور تہواروں کے بیان میں

دسہرہ | سے مراد رام کی فتح کا دن ہے، رام، بشن کا ساتواں مظہر تھا، اور زمانۂ ترتیا میں کنہیا سے پہلے پیدا ہوا تھا، کنہیا زمانۂ دواپر کی پیدائش تھا۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ زمانۂ کلجگ کے متصل دواپر اور ترتیا میں وہ پیدا ہوا تھا اور یہی قرین صحت ہے، اور کچھ لوگوں کے نزدیک ترتیا اور دواپر کا زمانہ غیر متعین ہے۔ کچھ کا اعتقاد ہے کہ ہر جوگ میں یہ لوگ اور سارے اولیاء بلکہ انبیاء اور ائمہ وجود میں آتے ہیں، اور جو حالات اُن پر گذرتے ہیں وہ ہر زمانے میں اسی طرح وقوع پذیر ہوتے ہیں مختصر یہ کہ راون نامی ایک دیو تھا، بیان کیا جاتا ہے کہ بہت زیادہ عبادت اور ریاضت کرکے اُس نے وہ مقام حاصل کر لیا تھا کہ راجہ اندر اور آفتاب اور دوسرے دیوتا اُس کے مطیع ہوگئے تھے، حُسنِ اتفاق سے رام کی بیوی سیتا کے حسن و جمال کا وصف سُن کر وہ اُس پر فریفتہ ہوگیا، اور اُسے حیلے سے گرفتار کرکے اغوا کر لیا۔ لیکن حکمِ الٰہی کے مطابق وہ سیتا پر قابو نہ پا سکا۔ رام نے مدتوں سیتا کے فراق میں جنگل کی خاک چھانی اور درختوں کے پتے اور گھاس کھا کر گذارا کیا، مدتِ مدید کے بعد قادرِ مطلق کے حکم سے راون اور رام کے درمیان جنگ واقع ہوئی اور رام نے اپنے دشمن پر فتح پائی۔ اور یہی وہ دن ہے جو دسہرہ کہلاتا ہے، آج تک ہر سال ہندو لوگ کسی لڑکے کو عمدہ لباس پہنا کر اس کے سر پر تاج رکھتے ہیں اور اُسے رام کہتے ہیں، اسی طرح ایک دوسرے لڑکے کو لباسِ فاخرہ پہنا کر اُسے لچھمن سے موسوم کرکے اُن دونوں کو ہاتھی پر سوار کرتے ہیں، پھر ایک کاغذ کا دیوتا بناتے ہیں جسے راون سمجھتے ہیں، ہر شہر میں لاکھوں کی تعداد میں

آدمی جمع ہوکر اُس ہاتھی کو مع راون کے ایک میدان میں لاتے ہیں اور بڑے جوش وخروش کیساتھ رام اور راون کی آپس میں جنگ کراتے ہیں، اور اسی عقیدہ کے مطابق کہ رام نے راون کو شکست دی تھی، اس مقام پر بھی راون کی شکست کا منظر پیش کرتے ہیں، راون کے بھاگنے کے بعد تہنیت اور مبارکبادی کا شور وغل اتنا بلند ہوتا ہے کہ آسمان گونج اٹھتا ہے، پتھر، کنکر اور مٹی کے ڈھیلے اٹھا کر اس طرح چاروں طرف سے راون پر مارتے ہیں کہ اُس شور وغل سے خوف زدہ ہوکر کوہ پیکر ہاتھی بھی اپنی جگہ سے بھاگ جاتے ہیں، ہرچند مہاوت آنکُس سے اُن کو روکنے کی سعی کرتے ہیں لیکن اس کی کوشش لاحاصل ثابت ہوتی ہے۔ وہ اس قدر خوف زدہ ہوکر بھاگتے ہیں کہ اگر راستے میں کنواں بھی آجائے تو عجب نہیں کہ وہ اُس میں گر کر ہلاک ہوجائیں۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ آم کے باغ میں یا شہتوت وغیرہ کے درختوں میں گھُس جاتے ہیں اور سوار ڈر کے مارے اپنے آپ زمین پر گر پڑتے ہیں، اس صورت میں شاید ہی کوئی شخص صحیح سالم اعضا لیکر گھر واپس پہنچا ہو۔ بعضوں کو اپنے ہاتھوں سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے، اور بعضوں کو لکڑی کے مصنوعی پیر لگوانا پڑتے ہیں، بسا اوقات بے چارے مہاوت کے سر پر درختوں کی ایسی ٹکریں لگتی ہیں کہ وہ ہلاک ہوجاتا ہے، مختصر یہ کہ ہندو اس دن کو عموماً بے حد مبارک دن تصور کرتے ہیں، اور کھتری، رام سے ہم قومی کا علاقہ رکھنے کے باعث خصوصاً نفیس کپڑے پہنتے ہیں اور برہمنوں سے جَو کے ہرے پودے لیکر پھولوں کی بجائے اپنی دستار میں لگاتے ہیں، اُس دن نیل کنٹھ کو دیکھنے کی غرض سے تمام لوگ شام کے وقت شہر سے باہر جنگل کی طرف نکل جاتے ہیں، اور اُس کا دیکھ لینا اپنے لئے سرمایۂ دولت سمجھتے ہیں۔

مسلمان اور دسہرہ اور یہ صرف ہندوؤں تک محدود نہیں ہے، کچھ مسلمان بھی نیل کنٹھ کے دیدار کے اشتیاق میں شہر کے باہر جاتے ہیں، خصوصاً وہ مسلمان امیر جو حاکمِ شہر ہو، وہ مجبور ہوتا ہے کہ آج کے دن اپنے گھوڑوں اور ہاتھیوں کو مہندی اور دوسرے رنگوں سے رنگین کرکے نقرئی وطلائی ساز وسامان اور زرنگار جھول کے ساتھ سونے چاندی کے حوضے اور عماریاں لگاکر فوج فرّا اور خدم وحشم کے ساتھ اور ذی مرتبہ مصاحبوں کو ہمراہ لے کر بازار میں نکلتا، یہ مصاحب بھی اپنی حیثیت کے مطابق عمدہ ملبوس اور بڑھیا ہتھیاروں سے لیس ہوتے ہیں، وہ ہر فرقے کے لوگوں میں گراں بہا نقدی بطور انعام تقسیم کرتا ہے اور شہر کے باہر جاکر ایک میدان میں ایک نیل کنٹھ کا دیدار

کرتا ہے اس موقع پر توپیں اور بندوقیں داغی جاتی ہیں، پھر شام کو گھر واپس آکر وہ پری نژاد شوخ دختان رقاصاؤں کے رقص اور خوش نوا مطربوں کے سرود سے لطف اندوز ہوتا ہے، نیل کنٹھ ایک پرندہ ہے جس کے پر سبز اطلس کی طرح ہوتے ہیں، اُن میں آبی رنگ بھی ملا ہوتا ہے، وہ جسامت میں طوطی کے برابر ہوتا ہے، ہندوؤں اور مسلمانوں میں یہ رسم ہے کہ بچے دسہرہ سے دس دن قبل مٹی کی ایک صورت بناتے ہیں اور اُسے لکڑیوں پر رکھتے ہیں، اُس کا نام ٹیسورائے ہوتا ہے، روزانہ شام کے وقت کچھ بچے اور کچھ جوان مل کر اپنے رشتہ داروں کے دروازوں پر جاتے ہیں اور ایک مخصوص لَے میں بلند آواز اور خوش الحانی کے ساتھ ہندی کے چند بیت پڑھتے ہیں اور ایک پیسہ یا اُس سے زیادہ لے کر ایک دروازے سے دوسرے دروازے پر جاتے ہیں، اس طرح جو کچھ روزانہ حاصل کرتے ہیں، اُسے جمع کرتے جاتے ہیں، یہاں تک کہ روزِ مذکورہ کو اُن پیسوں کی مٹھائی خرید کر آپس میں بانٹ لیتے ہیں (اس کے برعکس) لڑکیاں ٹیسورائے کے بجائے جالی دار کوزہ ہاتھ میں لے کر دروازوں پر جاتی ہیں اور ان ایام میں لڑکوں اور لڑکیوں کے درمیان اچھی خاصی عداوت پیدا ہو جاتی ہے، جس جگہ اُن کا آمنا سامنا ہو جاتا ہے لڑکے اُن کے کوزے توڑ ڈالتے ہیں اور اگر ایک ٹیسورائے اس طرف آجائے اور دوسرا اُس طرف سے، تو دونوں گروہوں کے درمیان جنگِ عظیم واقع ہو جاتی ہے۔ جو ٹیسورائے غالب آجاتا ہے وہ مغلوب کو توڑ ڈالتا ہے، اس سے مغلوب اتنا غمگین ہوتا ہے کہ خود کو ہلاک کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے، غرض دسہرہ کے دن ہر شخص اپنے مخصوص ٹیسورائے کو نشان و نقارہ کے ساتھ باہر نکالتا ہے اور ایسی شان و شوکت سے کہ اس کے ساتھ سپاہی پیشہ مغل بچے اور زنانِ کسبی و بازاری سر کے بال بکھیرے ہوئے ہمراہ ہوتی ہیں، یہ جلوس ندی کی طرف جاتا ہے، اور ٹیسورائے کو پانی میں بہا کر واپس آجاتا ہے، اور یہ الٰہی سنہ کے ماہ شہریور کا آخری دن ہوتا ہے۔

سلونو دسہرہ کے اختتام سے پانچ دن پہلے سلونو کا تہوار ہوتا ہے، یہ دن بھی بابرکت دنوں میں سے ہے۔ اس دن بہنیں چھوٹے مروارید سے مزیّن ریشم زری کے تاروں کی راکھی بنا کر بھائیوں کے ہاتھوں میں باندھتی ہیں۔ اور برہمن بھی عوام کے واسطے رنگین ڈوروں کی بنی ہوئی اور خواص کے لئے ریشم اور چھوٹے مروارید کی راکھیاں خرید کر غیر برہمن ہندوؤں کی کلائیوں میں باندھتے ہیں اور اس کے صلے میں زرِ نقد حاصل

کرتے ہیں، بہنیں بھی بھائیوں سے روپے لیتی ہیں، اور اس دن صاحب ثروت ہندو رقص و سرود سے لطف اندوز ہوتے ہیں، اور شام کے وقت شہر سے باہر جا کر میدان میں جمع ہوتے ہیں بعض لوگ کسی درخت کے سائے میں، اور کچھ لوگ دریا کے کنارے فرش فروش بچھا کر بیٹھتے ہیں، اور خوبصورت لڑکوں کو نچاتے ہیں، واضح ہو کہ ہندوستان میں برہمن فرقے میں کتھک نامی ایک چھوٹا سا گروہ ہے، جس کا کام بچوں کو، چاہے اُن کا بیٹا ہو یا بھتیجا یا بھانجا ہو، نواسہ ہو، پوتا ہو یا غلام کا لڑکا ہو چاہے کسی غیر کا لڑکا ہو جسے باپ نے افلاس کی وجہ سے اُن کے سپرد کر دیا ہو، اُنھیں رقص و سرود کی تعلیم دینا ہے، تاکہ دولتمندوں کی محفلوں میں اُن کو نچوائیں اور گراں قدر انعامات حاصل کریں، امیروں کی مجلسوں کے علاوہ دوسرے لوگوں کا یہ معمول ہے کہ چند لوگ ایک جگہ جمع ہو جاتے ہیں اور اُن لڑکوں کو ناچنے کیلئے مامور کرتے ہیں، رقص کی حالت میں اُن میں سے ایک شخص جب اپنی جیب سے ایک پیسہ یا ایک روپیہ نکال کر اُس کے ہاتھ میں رکھ دیتا ہے تو مجمع کے دوسرے لوگ بھی یہ عمل دیکھ کر اُن میں سے اُسے حسب حیثیت کچھ نہ کچھ دیتے ہیں اُس مجمع میں جس شخص کے سامنے یہ لڑکا ناچتا ہوا آکر بیٹھ جاتا ہے اور ناز و ادا سے اُس کا دامن پکڑ کر بیٹھے بیٹھے ناچتا ہے، وہ مجلس کے دیگر اشخاص کیلئے باعث رشک و حسد ہوتا ہے، کیونکہ اُن کے خیال میں یہ بات اعلیٰ ترین مراتب میں ہے۔ یہ عمل ہندو شرفاء کے لئے مخصوص ہے، اُس کے برعکس شریف النسب مسلمان اگر نانِ شبینہ کے لئے بھی محتاج ہو تو بھی اس کیلئے ایسی مجلس میں بیٹھنا اور اس لڑکے کا رقص دیکھنا ہزار طرح سے باعثِ ننگ ہے۔ لیکن کچھ رذیل پیشہ مسلمان اس میں بڑا اہتمام کرتے ہیں، بعضے چناری، بازاری، اور دہقانی جو قصبات و دیہات کے باشندے ہوتے ہیں۔ اور ملکیوں کے نام سے موسوم ہیں، اس فرقے کے شیخ، سید، مرزا اور خان تمام کے تمام لڑکوں کے ناچ کے عاشق ہوتے ہیں، اگر کسی عزیز کے گھر وہ کسی تقریب کے سلسلہ میں طوائف کے رقص کی خبر سنیں تو وہاں نہیں جاتے، چاہے دعوت نامہ ہی کیوں نہ آیا ہو کوئی نہ کوئی عذر پیش کر دیتے ہیں لیکن اگر کسی سے سن لیں کہ فلاں بازار میں، فلاں دکان کے سامنے کسی ہندو یا مسلمان لڑکے کا ناچ ہو رہا ہے تو کچھ لوگ جمع ہو کر بڑی خوش دلی سے وہاں جائیں گے۔ چاہے راستہ میں کیچڑ، پانی، گڑھے اور شدید بارش ہی کیوں نہ ہو، سلونو کا دن سنہ ہجری کے ماہ امرداد کی پہلی تاریخ کو ہوتا ہے

والی | یہ دن بھی مبارک ترین دنوں میں سے ہے۔ اس کی برکت ایک ماہ تک رہتی ہے، ایک ہفتہ پہلے سے ہندو اپنے مکانوں کے در و دیوار پر طرح طرح کے پھول بوٹے اور تصویریں بناتے ہیں اور نقش و نگار سے مزین کرتے ہیں، کچھ لوگ اپنی حیثیت کے مطابق روزانہ دن میں رقص کا تماشہ دیکھتے ہیں، اور رات کبھی کبھی شام سے آدھی رات تک اور کبھی رات کے آخری حصے تک قمار بازی میں اپنا وقت صرف کرتے ہیں۔ اور کچھ لوگ ساری ساری رات جُوا کھیلتے رہتے ہیں، ان دنوں میں کہ تک بچے بھی انعام کی امید میں کوچہ بازار میں، گھروں اور دکانوں کے سامنے ناچتے پھرتے ہیں اور دکاندار بھی اپنی دوکانوں کو آراستہ پیراستہ کرتے ہیں، کمہار مٹی کے کھلونے بناتے ہیں، ان میں کچھ معین صورت کے ہوتے ہیں کچھ غیر معین صورت کے۔ بعض مردوں اور عورتوں کی شکلیں خوب صورت بھی، کچھ مورتیں بچوں، جوانوں، بوڑھوں کی ہوتی ہیں، کبھی جانوروں کی مورت بناتے ہیں مثلاً چھوٹے بڑے سائز کے ہاتھی، گھوڑے، پرندے، وحوش، یا بعض درخت، گل بوٹے، پھول دار بیلیں، وغیرہ، اسی طرح چھوٹی بڑی عمارتیں، مسجد کے برج اور مینار جیسی شکلیں بناتے ہیں اور اُن کی زیب و زینت کو دوبالا کرنے کیلئے اُن پر روغن پھیر کر بیچتے ہیں، اور حلوائی ہندوستان کی مروجہ مٹھائیاں تیار کرکے طرح طرح سے دکانوں میں سجاتے ہیں، اور لکڑی کے سانچوں میں قوام ڈالکر اُن سے کھانڈ کے کھلونے بناتے ہیں، اور تھالوں میں سجاکر دکانوں میں رکھتے ہیں تاکہ ہندو لوگ ان مٹھائیوں کو اپنے بچوں کے لئے خریدیں، اگرچہ اس مقام پر اختصار سے ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن یہ چیزیں دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں، مختصر یہ کہ ہندوؤں کے مذہب میں ان راتوں کو جُوا کھیلنا برکت اور میمنت کا باعث سمجھا جاتا ہے۔ جس شخص نے کبھی بھی جوا نہ کھیلا ہو اُسے بھی چاہئے کہ ان راتوں کو حصولِ برکت کیلئے جوا کھیلے اور اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو اُسے مطعون کیا جاتا ہے اور اسے لوگ غلطی پر سمجھتے ہیں، شاذونادر ہی کوئی ایسا شخص ہوگا جو ان راتوں کو ایک دو گھڑی یہ شغل نہ کرتا ہو، اس طرح ایک شہر میں ہزار گھر برباد اور دوسرے ہزار گھر آباد ہو جاتے ہیں، بعض لوگ جن کی قسمت یاوری کرتی ہے، جوئے میں ہزاروں روپے پیدا کر لیتے ہیں۔ اور بعضے جب اُن کے پاس نقدی اور جنس تک باقی نہیں رہتی، تو اپنی بیوی اور لڑکی تک داؤں پر لگا دیتے ہیں، اکثر ہارنے والے بدقسمت اس رات کی صبح کو شہر سے بھاگ جاتے ہیں یا زہر کھا کر اپنی جان تک

دیدیتے ہیں یا کوتوالی کے چبوترے پر دکھائی دیتے ہیں، کچھ لوگ تیغ، تیر، چھرا اور خنجر کے زخموں کی وجہ سے مرہم پٹی اور ٹانکوں کے محتاج ہوجاتے ہیں، ان غریبوں پر یہ تمام بلائیں قماربازی کے سبب سے آتی ہیں۔ روئے طمع سیاہ اس خیال سے کہ اب کی بازی جیت لوں گا بساط پر داؤ بڑھاتے رہتے ہیں، جب ہارتے ہیں اور رقم اداکرنیکی مقدرت نہیں رکھتے ہیں تو حریف سے بازی جیتنے کی توقع میں دوبارہ بساط پر جمتے ہیں اور اگر اس مرتبہ بھی ہار جاتے ہیں تو اور زیادہ اضطراب و پریشانی لاحق ہوتی ہے مگر اس حالت میں بھی بساط سے ہاتھ نہیں کھینچتے اور کھیلنے میں مصروف رہتے ہیں کہ شاید اب کی بار سب کسر پوری ہوجائے۔ چنانچہ آخری داؤں میں یا تو واقعی یہ بلاٹل جاتی ہے اور وہ جیت جاتے ہیں ورنہ پہلے سے بھی زیادہ بلامیں گرفتار ہوجاتے ہیں کبھی اُن کی مُراد برآجاتی ہے یعنی حریف سے بازی مار لیتے ہیں لیکن پہلی اور تیسری شق صحیح نہیں اکثر تیسری صورت ہی رونما ہوتی ہے اور اسی کا گمان زیادہ رہتا ہے۔ اور مزے تو مالک مکان کے ہوتے ہیں جس کے گھر پر جُوا ہوتا ہے، کیونکہ جو شخص بھی جیتتا ہے وہ ایک چوتھائی مکان دار کو دیتا ہے جیسے کہ کہاوت مشہور ہے:- از ہر طرف کہ کشتہ شود سود اسلام است (یعنی جدھر سے بھی مارا جائے اسلام ہی کا فائدہ ہے) اور کچھ لوگ وہ ہوتے ہیں جو ایک کونے میں بیٹھے ہوئے دونوں کھلاڑیوں کے لئے جیتنے کی دعائیں مانگتے رہتے ہیں انھیں جیتنے والوں کی طرف سے نقدی کا بیسواں حصہ ملتا ہے یہ نفع بھی بلا کسی دردِ سری کے حاصل ہوتا ہے، کچھ اور لوگ جو قماربازوں کی خدمت کرنے میں لگے رہتے ہیں اپنا انعام وصول کرتے ہیں، اگرچہ جواریوں کے لئے تو روز ہی دوالی ہے۔ لیکن اس رات کو تو سارے ہی وضیع و شریف اس شغل میں مصروف ہوتے ہیں۔

جادو، اور ٹونے ٹوٹکے اِس زمانے میں لیمو بھی بچّوں کے گلے میں ڈالتے ہیں۔ یہ عمل اس وجہ سے کیا جاتا ہے کہ ان دنوں اور راتوں کو اکثر جادوگر دشمنوں کے لئے جادو ٹونا کرتے ہیں اور مختلف قسم کی چیزیں مثلاً کپڑا یا مسور کی دال، زیرہ، اور زرد چوب یا اسی قبیل کی کچھ چیزیں، یا آٹے کا ایک پُتلا بناتے ہیں جسے بزعم خود اپنا دشمن سمجھتے ہیں، پھر اُسے رات کی تاریکی میں کسی گلی کے کونے میں یا سرِ بازار گاڑ دیتے ہیں تاکہ دشمن وہاں سے گذرے تو بلامیں گرفتار ہوجائے، یا کسی ایسے مرض میں مبتلا ہو کہ اگر مسیح علیہ السلام بھی آسمان سے اُتر آئیں تو اُسے چنگا نہ کرسکیں، ان چیزوں کا اثر دشمن تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ اگر نابالغ لڑکا بھی ان چیزوں

کو اولا نگھ جائے تو اُسے بھی بخار آ جائے ۔ یا مجنوں ہو جائے اِس خوف سے والدین بچوں کے گلوں میں لیموڈالتے ہیں ، اور اس کے علاوہ اُن کا یہ بھی کہنا ہے کہ اِن چند راتوں اور دنوں میں ہر بلا کسی نہ کسی آدمی کی تلاش میں رہتی ہے ، ہندوؤں کی اصطلاح میں بلا سے مراد لغوی معنی نہیں ہیں بلکہ اس سے بھوت پریت مراد لیتے ہیں ۔ بعض لوگ جو حالتِ جنابت میں مرجاتے ہیں اُن کی خبیث ارواح بعد میں پریشان کرتی ہیں ، انھیں ہندی میں بھوت کہتے ہیں ۔ بعض برہمن جب کبھی کسی متمول ہندو سے زر طلب کرتے ہیں اور وہ دینے سے پہلو تہی کرتا ہے تو یہ لوگ اس احمقانہ خیال سے اپنے آپ کو ہلاک کر لیتے ہیں کہ ہم مرنے کے بعد بھوت بن کر اُسے اذیت پہنچائیں گے ۔ اسی طرح اگر کسی مسلمان کے ذمّے کسی ہندو کا روپیہ بطور قرض ہو اور وہ ادا نہ کر سکتا ہو یا ادائیگی کا مقدور ہوتے ہوئے بھی قرض خواہ کو کمزور جان کر بدنیتی کے عمداً قرض کے ادا کرنے میں ٹال مٹول کرے تو وہ ہندو زہر سے یا خنجر سے اپنے آپ کو ہلاک کر لیتا ہے تاکہ بھوت بن کر اس مسلمان کے اہل و عیال اور خود اس کو بھی صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کر دے ۔

مختصر یہ کہ سرِ شام ہی سے اُس رات کو گھروں کے در و دیوار پر، چھتوں پر اور دکانوں پر چراغاں کرتے ہیں شہر کے چھوٹے بڑے عمائد اور شرفا اور اراذل باقی، گھوڑے پر یا میانہ پر سوار ہو کر یا پیادہ روشنی کا تماشہ دیکھنے کیلئے نکلتے ہیں ، اور عمارت کی شکل کی ایک چیز ہوتی ہے جسے کمہار مٹی سے بنا کر فروخت کرتے ہیں ہندو اُسے خرید کر چراغاں کر کے اپنے سامنے رکھتے ہیں اور معبود کا تصوّر کر کے پوجا پاٹھ کیلئے بیٹھتے ہیں اور اپنے مذہب کے چند مخصوص الفاظ پڑھ کر اس عمارت کے سامنے سر بسجود ہوتے ہیں ، اس عمارت کو ہٹڑی (हटरी) کہتے ہیں ، اُس کی پوجا ویشوں کیلئے مخصوص ہے ، اُن کی تقلید میں دوسرے لوگ بھی اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں لیکن تمام ہندو ایسا نہیں کرتے بلکہ کچھ ویش اس کے دعویدار ہیں کہ یہ روزِ ہمایوں ہمارے لئے اُسی طرح مخصوص ہے جیسے دسہرہ کھتریوں کے لئے ، یہ بات کچھ دل کو نہیں لگتی ۔ کیونکہ اس رات کو چھتری جوا کھیلتے ہیں ۔

راجہ پانڈو اور یدھشٹر کی اولاد میں جو آپس میں چچیرے بھائی تھے ، خون خرابہ ہوا تھا وہ اسی جوئے کی بنا پر ہوا تھا ، اور اُن کے زمانے سے قبل بھی جوا کھیلنے کی رسم رہی ہے ، راجہ نل کی آوارہ گردی

بھی جوئے کی وجہ سے ہوئی تھی جس کی محبوبہ دمن تھی اور جن کے عشق کا قصہ زبان زد خاص وعام ہے، اسی قمار خانہ خراب نے اسے سالہا سال تک اپنے وطن سے دور دشتِ غربت میں پھرایا تھا اور اس نے اپنی محبوبہ کے فراق میں دن گذارے تھے۔

دوالی اور مسلمان اِس دن کی حرمت فرقۂ ہنود ہی پر منحصر نہیں ہے سوائے معدودے چند متقی اصحاب کے جو خدا کی دی ہوئی توفیق سے صاحبِ فہم و فراست ہیں، بہت سے مسلمان بھی ہندوؤں کے حال میں شریک ہو کر شمعِ محفل قمار بازی بنتے ہیں، یعنی جوا کھیلنے کے لئے قمار خانوں میں جاتے ہیں، جو مسلمان جوا کھیلنے سے پرہیز کرتے ہیں وہ کم از کم اپنے گھروں میں چراغاں کرتے ہیں، اور شبِ دوالی میں عورتیں سب بچوں کے نام سے الگ الگ مٹی کے کھلونے منگواتی ہیں، اور طرح طرح کی مٹھائیاں، اور کھانڈ کے کھلونے اُن پر اضافہ کر کے پہلے گھر کو چراغاں کرتی ہیں پھر اُس حصۂ مکان کو جہاں کھلونے اور مٹھائیاں ہیں روشنی سے "رشکِ وادیٔ ایمن" بناتی ہیں اور اُسے اصطلاح میں "دوالی بھرنا" کہتے ہیں، رسم یہ ہے کہ ہر ایک لڑکے اور لڑکی کے نام سے جو دوالی بھری جاتی ہے، اگر سوءِ اتفاق سے کسی سال اس ثواب کے حاصل کرنے سے قاصر رہتے ہیں تو اُن کا آئندہ تمام سال غم و غصہ میں گذرتا ہے، اُنھیں یہ گمان ہوتا ہے کہ یہ سال ہمارے لئے برکت نہیں رکھتا۔ پس ظاہر ہے کہ اس عمل کو بچوں کی سلامتی کیلئے اچھا سمجھتے ہیں، چونکہ یہ عمل عقل کے برخلاف ہے لہٰذا اگر کوئی شخص بزرگانہ تعلیم کے ذریعہ اپنے گھر کی عورتوں کو اس سے باز رکھے اور قضائے الٰہی سے اس سال میں اُس کا کوئی بچہ مرجائے تو پھر وہ عورتوں کی ملامت اور طعنوں کا ہدف بن جاتا ہے اور اُسے اپنے کئے پر نادم ہونا پڑتا ہے۔ آخر کار اُنھیں اس معاملے میں عورتوں کو پوری آزادی دینی پڑتی ہے، چنانچہ بعضوں نے عورتوں کے طعنوں سے ڈر کر اور بیشتر نے اس خیال سے کہ اگر ہم عورتوں کو ان کے عمل سے باز رکھیں گے تو سارا سال منحوس گذرے گا۔ "دیوالی بھرنے" کا عمل اختیار کر لیا ہے، اور عام طور سے اس ملک کے مرد ان معاملات میں ہندوانہ عقائد کے پیرو اور عورتوں کے مُرید ہیں۔

—— باقی ——